دنیا سے ہٹ کے

مولانا ڈاکٹر محمد زبیر اشرف عثمانی
استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

مارچ ۲۰۰۴ء کے آخر میں امریکہ کے سفر پر روانگی ہوئی اس سے پہلے بھی امریکہ کئی بار جانا ہوا، اس کے کافی شہروں اور اسٹیٹ میں جانے کا موقع ملا، وہاں کی تہذیب وتمدن، معاشرت رسم ورواج کو بھی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، اس مرتبہ اس سفر کا بنیادی مقصد امریکہ میں واقع ایک دینی ادارہ ''دارالعلوم نیویارک'' کا نصاب، اور نظام کو ترتیب دینا اور وہاں کے حالات اور ضروریات کے مطابق ایک اسلامی اسکول کے اجلاس میں شرکت کرنا تھا۔ الحمدللہ اس سفر میں دارالعلوم نیویارک کا نصاب وہاں کی ضروریات کو سامنے رکھ کر بہت بہتر انداز میں مرتب کیا گیا۔ یہ ادارہ پچھلے کئی سال سے امریکہ میں دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

ابتداء میں اس ادارہ کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا رہا، لیکن ادارہ کے منتظمین اساتذ کرام کی مسلسل پر خلوص جدوجہد سے اب یہ ادارہ ماشاء اللہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، امریکہ کا یہ سفر اس مرتبہ اس لئے بھی بہت عجیب سا لگ رہا تھا کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میں امریکہ تنہا سفر کر رہا تھا، اس سے پہلے کئی بار امریکہ جانا ہوا، لیکن ہر دفعہ اپنے والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ اور اپنی والدہ مدظلہا کے ہمراہی نصیب تھی۔

پی آئی اے کے ذریعہ تقریباً ۲۴ گھنٹے کے سفر کے بعد نیویارک کے جان ایف کینیڈی ائیرپورٹ پر اترے تو امیگریشن اور رجسٹریشن کا ایک مشکل مرحلہ شروع ہوا، تقریباً چار سے پانچ گھنٹہ کے صبر آزما مراحل سے گذرنا پڑا۔ گیارہ ستمبر کے بعد سے امریکہ بالکل بدلا ہوا محسوس ہوتا ہے، مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے واقعات زبان زد عام ہیں، مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ ہمارا تعلق پاکستان سے بھی تھا، یہ بھی تاخیر کی ایک وجہ بن گئی۔ ائیرپورٹ کی کارروائی سے فارغ ہو کر وہ دن آرام کیا، اس کے بعد اگلے دن سے نصاب اور نظام کے سلسلہ میں رکھے گئے اجلاس شروع ہوگئے تقریباً ایک ہفتہ تک اسی کام میں دن رات مشغولیت رہی۔ جب کاموں سے فراغت ہوگئی تو ہمارے میزبان جناب برکت اللہ صاحب اور جناب مولانا روح الامین صاحب اور ان دنوں امریکہ آئے ہوئے ہمارے ایک دوست جناب حبیب صاحب نے پروگرام بنایا کہ ہم آپ کو ایک ایسی جگہ کی سیر کراتے ہیں جس کے بارے میں آپ نے سنا تو بہت ہوگا۔ لیکن دیکھنے کی نوبت نہ آئی ہوگی، ان کا کہنا تھا کہ آپ اس جگہ چلیں تو یہ آپ کا ایک نیا اور انوکھا تجربہ ہوگا۔ ان حضرات نے پنسلوینیا اسٹیٹ میں ''آمش'' کاؤنٹی (Amish County) جانے کا پروگرام ترتیب دے

رکھا تھا۔ چنانچہ ہم سب ساتھی مل کر ایک دن صبح نیویارک سے بذریعہ کار پنسلوانیا روانہ ہوئے اور تقریباً چار گھنٹہ میں وہاں پہنچے، اس جگہ آمش لوگ آباد ہیں، جن کی تعداد ہزاروں میں ہے، اوران کی آبادی کو ''آمش کاؤنٹی'' کہا جاتا ہے۔

آمش لوگ کون ہیں، کہاں سے آئے، کیا کرتے ہیں، کس طرح رہتے ہیں، اس کی تفصیل بہت دلچسپ اور عجیب وغریب ہے، آمش دراصل ہالینڈ (Dutch) نسل سے تعلق رکھتے ہیں صدیوں پہلے ان کے آباؤ اجداد امریکہ آکر منتقل ہوگئے تھے اور اب ان ہی کی نسل چلی آرہی ہے، یہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، یہ وہ قوم ہے جو دنیا کی آسائش اور جدید ایجادات کو نہیں استعمال کرتی، ہر وہ چیز جس کا تعلق مشینری سے ہو ان کا استعمال ان کے نزدیک گناہ ہے، یہ لوگ ہر قسم کے جدید ایجادات، آسائشوں سے بہت دور ہیں۔ دنیا سے ہٹ کر رہنا اور قدیم ترین طریقہ زندگی کو اختیار کرنا ان کا رواج ہے، یہ سب کچھ مال ودولت کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے، محض عقیدہ کی بناء پر ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی جدید چیزوں کے استعمال سے انسان گناہ گار ہوتا ہے۔ یہ لوگ مالی طور پر بہت مستحکم ہیں، اپنے یہاں انجان لوگوں کی آمدورفت کو پسند نہیں کرتے، اس لئے ہمارے میزبانوں نے ایک ایسے تاجر کے توسط سے ان سے ملاقات کروائی جو کہ ان سے سبزیوں کی تجارت کرتے تھے۔ یہاں کا تفصیلی دورہ بظاہر ان کے بغیر مشکل تھا۔ آمش کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حقیقی آمش (Real Amish): یہ ان کا ایک فرقہ ہے، جس کو آسان لفظوں میں ''بنیاد پرست'' کہا جاسکتا ہے، ان کی تعداد کم ہے۔ **(۲) مینانائٹ آمش (Mananite Amish)**: یہ ان کے فرقہ کا نام ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(الف): ماڈرن آمش (Modern Amish) (ب) روایتی آمش (Traditional Amish)۔ حقیقی آمش: (Real Amish) تو صرف اصل چیزوں کو ہی استعمال کرتے ہیں، داڑھی رکھتے ہیں، مونچھیں کاٹتے ہیں، اور کسی بھی قسم کی آسائش کو استعمال کرنا گناہ سمجھتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ سائیکل تک کا استعمال ان کے یہاں ممنوع ہے۔ ماڈرن آمش جدید اشیاء کو استعمال کرلیتے ہیں، اس لئے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بے دین ہوگئے ہیں۔ زیادہ تعداد (Mananite Amish) فرقہ کی ہے، اوراس میں جو روایتی (Traditional) ہیں ان کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ بھی سہولتوں کو استعمال نہیں کرتے لیکن بعض سہولیات جو حقیقی آمش استعمال نہیں کرتے، وہ یہ استعمال کرلیتے ہیں، مثلاً سائیکل چلاتے ہیں۔

مینانائٹ روایتی آمش (Mananite Traditional Amish): (۱) زیادہ تر افراد اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یہ بجلی استعمال نہیں کرتے، بلکہ گھروں میں لالٹین اور موم بتی جلاتے ہیں، ان کے گھروں میں موم بتی اور لالٹین کو دیکھ کر جو لوگ آمش نہیں ہیں اور قریب کی آبادیوں میں رہتے ہیں، وہ بھی فیشن کے طور پر اپنے گھروں میں موم بتی اور لالٹین رکھتے ہیں اگرچہ ان کے گھروں میں بجلی بھی ہوتی ہے۔ (۲) کسی قسم کی کوئی مشین استعمال نہیں کرتے، کپڑے دھونے کی مشین یا دیگر کسی قسم کی کوئی اور مشین ہو۔ ان کے یہاں اس کا استعمال

ممنوع ہے۔(۳) ٹی وی، سی ڈی پلیئر، کمپیوٹر، ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، اوون کسی قسم کی کوئی سہولت استعمال نہیں کرتے۔ (۴) ٹیلی فون، فیکس، موبائل فون، انٹرنیٹ وغیرہ کے استعمال کا ان کے یہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔(۵) کاریں، موٹر سائیکل، یا کسی بھی قسم کی آٹو موبائل کا آمش کے یہاں گذر نہیں۔ نہ وہ چلانا جانتے ہیں اور نہ رکھتے ہیں، نہ سوار ہوتے ہیں، آمدورفت اور سفر کے لئے گھوڑا گاڑی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ہم سب کے عجیب وغریب تاثرات تھے۔ جب ہم پنسلونیا میں آمش کاؤنٹی پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کے لوگ نت نئی اور جدید ترین کاروں کے بجائے گھوڑا گاڑی اور تانگوں میں سفر کررہے ہیں۔ یہ گھوڑا گاڑی انتہائی خوبصورت اور صاف ستھری ہوتی ہے۔(۶) گذر بسر کھیتی باڑی پر ہے، تمباکو کی کاشت کثرت سے ہوتی ہے، بھٹہ، جامن، تربوز، بندگوبھی وغیرہ کی کاشت زیادہ تر کرتے ہیں(۷) کھیتی باڑی کے لئے گھوڑے استعمال کرتے ہیں، پیچھے گھوڑا گاڑی میں پہیہ بھی استعمال نہیں کرتے، بلکہ صرف لوہے کا گول رم استعمال کرتے ہیں۔(۸) امریکہ جیسے ملک میں جہاں ساری دنیا کے لوگ آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور جہاں کی یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کو پوری دنیا میں ایک اعزاز سمجھا جاتا ہے، اس ترقی یافتہ دنیا میں آمش لوگ تعلیم سے تقریباً بے بہرہ ہیں، ان کے یہاں تعلیم کا اپنا نظام ہے لیکن وہ بھی عجیب وغریب طرح کا ہے۔ ان کے اسکولوں کا اپنا ایک نظام ہے جس میں صرف آٹھ جماعت تک تعلیم ہوتی ہے، پورا اسکول ایک ہی کمرے پر مشتمل ہوتا ہے، ایک ہی کمرے میں کسی کلاس کا ایک لڑکا ہوگا، کسی کلاس کے دو ہوں گے، اور کسی کلاس کے تین ہوں گے، خلاصہ یہ کہ ایک ہی استاد تمام درجوں کی کلاس لیتا ہے۔ استاذ بھی آمش کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان کو خطرہ ہوتا ہے کہ باہر کا استاذ آکر ہمارے لڑکوں کو جدت پسندی کی طرف مائل کرکے بے دین بنادے گا۔(۹) رشتہ آپس میں اس طرح کرتے ہیں کہ والدین لڑکے اور لڑکیوں کو ایک ہال میں جمع کرتے ہیں سب آپس میں ایک دوسرے کو پسند کرکے شادیاں کرلیتے ہیں، دولہا سائیکل پر آتا ہے اور دلہن گھوڑا گاڑی پر ہوتی ہے گھریلو نظام انتہائی مضبوط ہے طلاقیں نہیں ہوتیں۔(۱۰) عریانی، فحاشی اور بے راہ روی سے یہ لوگ بالکل دور ہیں۔(۱۱) شراب نوشی ان کے یہاں اسی طرح ممنوع اور ناجائز سمجھی جاتی ہے، جیسے مسلمانوں کے یہاں سمجھی جاتی ہے۔ بے حد مذہبی ہوتے ہیں کسی قسم کی خرافات میں مبتلا نہیں ہوتے۔ (۱۲) شراب نہیں پیتے، میوزک نہیں سنتے، ٹی وی نہیں دیکھتے، عورتیں پردہ کرتی ہیں، چونکہ یہ لوگ جدید اشیاء اور دنیاوی سہولتوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں، اس لئے ان کی کاؤنٹی امریکہ کی واحد کاؤنٹی ہے جہاں آبادی تو ہے لیکن وہ کاؤنٹی رات کے وقت اندھیرے میں ڈوبی رہتی ہے، کیونکہ وہاں بجلی کا استعمال نہیں ہے، ہم نے آمش کاؤنٹی میں ایک نوجوان لڑکے سے سوال کیا کہ تم کبھی نیویارک یا نیوجرسی گئے تو اس نے کہا میں وہاں جا ہی نہیں سکتا، مجھے ان شہروں سے خوف آتا ہے۔ یہی حال تقریباً اس کاؤنٹی کے ہر فرد کا ہوتا ہے۔

امریکہ میں کم وبیش ہر شخص میڈیکل انشورنس کروانے پر مجبور ہے، کیونکہ اگر وہ میڈیکل انشورنس نہ کروائے تو علاج غیر معمولی مہنگا ہے جو متوسط آدمی کے بھی بس سے باہر ہے، لیکن یہ آمش نہ میڈیکل انشورنس کرواتے ہیں اور نہ کسی

اور چیز کا انشورنس کرواتے ہیں۔ ان سے جب سوال کیا کہ بیمار ہونے پر آپ کا خرچ کون برداشت کرتا ہے تو ان کا کہنا تھا کہ ہمارے علاج معالجہ کے اخراجات ہمارا چرچ برداشت کرتا ہے، چرچ کا کردار ان کی زندگی میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، چرچ صرف ان کی مذہبی رہنمائی ہی نہیں کرتا بلکہ ان کے دیگر معاملات میں بھی ان کی مدد کرتا ہے۔

دنیا کی اس عجیب وغریب آبادی کو دیکھ کر ہم سب رات گئے واپس ہوئے، ہم نے ان کو دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے دونوں میں دیکھا، آنکھوں کو خیرہ کردینے والی روشنی اور جگمگ جگمگ کرتے امریکہ میں رات کو لالٹین اور موم بتی روشن کئے یہ لوگ کسی الگ دنیا کا منظر پیش کررہے تھے۔ پورا امریکہ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا جب کہ ان کی کاؤنٹی اندھیرے اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ قرآن کریم کی یہ آیت ان پر پوری طرح صادق آتی ہے: ﴿قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا. الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا﴾ (الكهف: ۱۰۳، ۱۰٤) کیا ہم تمہیں بتائیں کہ سب سے زیادہ خسارے میں کون لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی گئی محنت اکارت گئی اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ ہم ٹھیک کام کررہے ہیں۔

وہاں سے واپس آتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ یہ امریکہ جو اس وقت دنیا کی سپر پاور بنا ہوا ہے ترقی یافتہ ملک ہے اس میں آمش قوم اپنی مرضی سے زندگی گذارتے ہیں۔ اپنی مرضی کی تعلیم اور نظام بناتے ہیں، اس سے قطع نظر کہ ان کا یہ نظام اور طریقہ صحیح ہے یا غلط، اس کا کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں، لیکن ان کے طریقہ کار کو حکومت کی طرف سے مکمل اجازت حاصل ہے، پارلیمنٹ کی منظوری ہے، کوئی ان کے نظام میں مداخلت نہیں کرتا، لیکن یہی امریکہ ہے جب ہمارے دینی مدارس کو دیکھتا ہے تو وہ اس کو دقیانوسی نظام قرار دیتا ہے، فرسودہ نظام تعلیم کہا جاتا ہے حالانکہ ان مدارس کی افادیت کسی سے پوشیدہ نہیں، آج پورے پاکستان اور بیرون پاکستان صحیح خطوط پر دینی کام کرنے والے حضرات میں پاکستانی علماء اور مدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام کا زبردست حصہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج پوری دنیا ان علماء اور مدارس کے خلاف سرگرم ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس طرح آمش کاؤنٹی کے لوگ اپنی مرضی سے زندگی گزارتے ہیں، اسی طرح ان مدارس میں بھی مداخلت سے باز رہا جاتا۔

یہاں کے دورے سے ایک سبق یہ حاصل ہوا کہ انسان دنیا میں اپنی زندگی جس طرح گذارنا چاہے وہ گذار سکتا ہے، پابندیوں کے ساتھ گزارے یا آزادی کے ساتھ، دنیا کے ساتھ چلے یا قدیم زمانہ کے ساتھ، ہر صورت اس کے اختیار میں ہے، ہمارا دین اسلام نہ انسان کو بلاوجہ دنیا سے کاٹتا ہے اور نہ دنیا کی اشیاء کو استعمال کرنے سے روکتا ہے، البتہ اسلام کا مزاج اعتدال اور میانہ روی کا ہے، ہمارا دین ہمیں کچھ پابندیوں کے ساتھ دنیا میں رہنے کی تعلیم دیتا ہے، اسلام نہ ان پابندیوں اور جکڑ بندیوں کو پسند کرتا ہے جس میں آمش لوگ مبتلا ہیں، اور نہ اتنی آزادی دیتا ہے جتنی مغربی ممالک کی اقوام کا مزاج ہے، اس لئے ہم اگر اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہیں تو کیوں نہیں ہوسکتے، کوشش کرنے سے ہر کام آسان ہوجاتا ہے۔

☆......☆......☆